اشعار کی تشریح

شعر نمبر ۱۔ مُصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے

تِری آرزو رہنما ہو گئی ہے

تشریح:

غزل کے پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ محبت میں بتلا انسان محبوب کو دیکھنے کی تڑپ میں دن رات تڑپتا رہتا ہے خدا سے دعائیں کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا محبوب اسے مل جائے۔یوں وہ اللہ کے قریب ہو جاتاھے عشق حقیقی تک پہنچنے کے لیے عشق مجازی کی سیڑھی سے گزرنا پڑتا ہے۔یوں سے محبت کی تکلیف اسے اللہ تعالی کے راستے پر گامزن کردی ہے اور جسے خدا مل جائے یسے کسی چیز کی تمنا نہیں رہتی۔

عشق کی معیت شاعر کے لیے سکون قلب کاپیغام لے کر آئی ۔اسے دنیا کی بے ثباتی علم حاصل ہوگا اسے پتاچل گیا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ شاعر کو محبوب کی یاد اللہ کے قریب لے گئی اور پھر اس کی تمام مشکلات دور ہو گئیں شاعر کہتا ہے کہ میرے محبوب کی آرزو ،چاہت اور خواہش اگر میرا مقصد ہے اس کی خوشنودی کے لیے میں

ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لوں گا۔ اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر شاعر کہتا ہے کہ اگر تیری آرزو، میری خواہش مجھے حاصل ہو جائے اور محبت میرے لئے سکون کا ذریعہ ہو گی۔

شعر نمبر ۲۔

یہ وہ راستا ہے دیا روفا کا

جہاں بار صر صر، صبا ہو گئی ہے

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ رب العزت سے بھی محبت و عقیدت کا راستہ وہ راستہ ہے جس پر چلنے والے کو آنکھی. طوفان بھی بادِ صبا کی طرح سکون و قرار بنتے ہیں۔ یعنی عشقِ الٰہی کی راہ میں آنے والی دنیاوی مصائب و آلام میں بھی عاشق الٰہی کو روحانی سکون ملتا ہے۔ شاعر مرید کہتا ہے کہ "خدا کی محبت "خدا کی راہ پر چلنے کا راستہ ہے جس جملہ تیز آندھی سہانی ہوا میں بدل جاتی ہے۔ انسان کی دکھ تکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ انسانی خواہشات کا بازار بند ہو جاتا ہے۔ انسان حقیقت تک رسائی عاصل کر لیتا ہے۔ صرف راہ مستقیم ہی ریاست ہے جو خدا سے ملاتا یہ نیکی کا مقام اور جائے سکون کی بے قراری اور بے چینی راحت و سکون میں بدل جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ دیار وفا کا راتا ہے جہاں آندھی اور طوفان بھی بادِ صبا کی طرح سکون دی یعنی محبوب تک نکلنے کی خواش وہ جذبہ ہے جو

ان کو مصیبت اور تکلیف کا احساس تک ہی ہونے دیتا اور وہ خوشی سے مصائب و آلام کا مقابلے کر اور آگے بڑتا جاتا ہے۔

شعر نمبر ۳۔

میں درماندہ اس بارگاوہ عطا کا

گنہ گار ہوں، اک خطا ہو گئی ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار ندامت کرتا ہے کہ اے اللہ میں تیری بارگاہ عطا کا گناہ گار ہوں۔ مجھے محبت کی خواہش اور عشق کا دعوع ایک بار کے لیے تیری عطا سے کم نہیں۔ شاعر اللہ کی میرے بے پایاں عطا کے آگے اپنے نامہ اعمال سے شرمسار ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے پاک پروردگار میرا حسن عمل میرا خلوص نیت اور میری نیکیاں تیرے لش و عطا کے آگے گھر اور حقیر، تیرے حسن کرم فیض میری خطا اس کی پردہ پوشی کرتا ہے، اگرچہ میں تیار ہوں مگر تیری محبت کا دم بھرا ہوں اور تیرے فضل و عنایت کا طلبگار رہتا ہوں۔

شعر نمبر ۴:

تیرے رتبہ دان محبت کی حالت

ترے شوق میں کیا سے کیا ہو گئی ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ جب عاشق اللہ تعالی رضا کے لیے خاطر عشق و محبت کی منانی لے کر جاتا ہے تو الٹی ظاہری حالت و کیفیت سے بے پروا اور عافل ہو جاتا ہے۔ نہ دولت کی آرزو رآتی ہے اور نہ شہرت کی بناء و ترپس عشق الہی میں ڈوہ بارہتا ہے۔ اسے اپنے کپڑوں اور ظاہری سیاست کا ہوش نہیں رہتا۔

اس شعر میں ہی شاعری ظاہری حالت کی تبدیلی کا ذکر کر رہا ہے۔ مٹی کا جام پینے سے پہلے وہ ظاہری نمود و نمائشی اور دنیاوی کو بہت اہمیت دیا تھا لیکن خالق حقیقی سے عشق نے اسے دنیا کی طرف سے بیگانہ کر دیا ہے۔ اللہ جسے وشق بھی دے سمجھو تو دنیا ہی بدل جاتی ہے۔

شعر نمبر ۵:

پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرت

[illegible]

تشریح:

غزل کے مقطع میں شاعر اپنا حاصل کلام پیش کرتا ہے جب انسان اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی کے لیے بڑھا لیتا ہے۔ جب راہ خداعشق حقیقی کی ابتدا ہو جاتی ہے تو معرفت حق کی منزل بھی اس کے قریب آجاتی ہے۔ جب انسان اللہ تعالی کی رضا کے لیے اپنی تمام خواہشات کو جمع کردیا ہے، اللہ کی خوشنودی کے لیے بل ذات کا ایک عملی اور فکر رضائے الہی کے لیے تابع کر دیتا ہے۔یہاں کہ سمت الہی، اطاعت الہی اور رضائے الہی میں خود کو مٹادیا ہے۔ جب میں نے محبوب کے راستے میں چھپنے کی ابتدا کرتی ہے تو انتہائی بھی میں کی جاؤں گا۔ محبوب کی خواہش کا جذبہ دل میں پیدا کر لیا ہے تو ضرور اس کی محبت بھی مجھے حاصل ہو جائے گی۔